سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

مفاتیح الغیب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد ! فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

(لقمان ۳۴)

بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں۔ اور کسی بھی جی (نفس) کو معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا۔ اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سب جاننے والا خبردار ہے۔

مقادیر خمسہ:

محترم سامعین ! میں نے آپکے سامنے قرآن کریم کی جو آیت کریمہ تلاوت کی اس مختصر آیت میں اللہ تعالیٰ پانچ بڑے بڑے مسئلے بیان فرماتے ہیں جن میں ہر مسئلہ بہت زیادہ تفصیل طلب ہے۔ سب سے پہلے علم الساعۃ یعنی قیامت کے حتمی وقوع کا علم، دوسری چیز بارش کا مقررہ وقت قطروں کی مقدار پانی کی بھاڑ اور جس جس زمین کو اللہ تعالیٰ سیراب کرنا چاہتا ہے اسکا قطعی و یقینی علم۔ تیسری چیز ماؤں کے پیٹ کے اندھیرے، تاریکی اور جھلی کے اندر جنین کی تمام کیفیات اور حالات کا علم، چوتھی چیز کل (آئندہ آنے والا دن) کا علم، پانچویں چیز اپنے اجل (موت) مطلق کا صحیح وقت اور اسکا جاننا۔ قیامت کے وقوع اور معین وقت کا علم بغیر اللہ تعالیٰ کے نہ تو کسی نبی مرسل کو ہے نہ کسی مقرب فرشتے کو۔ مشہور ہے کہ بغداد کے کسی خلیفہ نے خواب میں فرشتے کو دریائے دجلہ سے نکلتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ بتاؤ میری عمر کتنی باقی ہے۔ اس کے جواب میں فرشتے نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جب کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ صبح ہوئی تو خلیفہ نے تمام حکماء کو جمع کرلیا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا۔ کسی نے کہا کہ اے خلیفہ! تیری عمر پانچ دن باقی رہ گئی ہے۔ کسی نے پانچ ماہ اور کسی نے

پانچ سال بتایا مگر خلیفہ کی تسلی نہ ہوئی۔ کسی نے مشورہ دیا کہ اس کے متعلق امام ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا جائے جب آپ کے سامنے خواب کی روئیداد بیان کی گئی تو امام صاحب نے فرمایا کہ ہاتھ کے اشارے کا مطلب یہ ہے کہ اے خلیفہ! آپ کا سوال اُن پانچ چیزوں میں سے ایک کے متعلق ہے جن کا علم اللہ نے مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (لقمان:۳۴) جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث ابن عمرؓ میں اس کو مفاتح الغیب خمسۃ سے تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

بہر حال اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محیط اور مخلوق کی بے بسی کا ذکر فرما کر اپنی وحدانیت پر دلیل قائم کی ہے۔ اس بات میں کچھ شک نہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر واقعہ کی خبر رکھنے والا ہے۔ اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

۱: قیامت کا علم

بخاری ومسلم اور دیگر کتب حدیث میں حضرت عمر بن خطابؓ کے حوالے سے ایک طویل حدیث مروی ہے۔ جسمیں قیامت کا ذکر بایں الفاظ آیا ہے۔ متی تقوم الساعۃ یعنی قیامت کب آئے گی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ماالمسئول عنہ باعلم من السائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ سوال کرنے والے سے زیادہ مجھے بھی کچھ معلوم نہیں۔ مطلب یہ کہ جس طرح آپ کو وقوع قیامت کا صحیح علم نہیں۔ اس طرح مجھے بھی کچھ پتا نہیں۔ اکثر خطبات جمعہ میں میں نے قیامت کے متعلق آپ لوگوں کو بتایا ہے۔ بہر حال قیامت آئیگی۔ کب آئیگی؟ اس کا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کارخانہ قدرت توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا جائے گا؟ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی تازگی پر خوش رہتا ہے۔ کیا انسان یہ نہیں جانتا کہ دنیا فانی ہونے کے علاوہ فی الحال بھی یہ چیز اور اسکے اسباب خدا کے قبضے میں ہیں۔ جب وہ چاہے گا۔ تمام کائنات کو سیکنڈ میں تہہ بالا کر دے گا۔

۲: بارش کا علم

غرض قیامت کے وقوع کے متعلق پھر کبھی اگر موقع ملا بیان کروں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آج باقی چار باتوں کا کچھ نہ کچھ تذکرہ کروں۔ جس میں دوسری بات یعنی بارش کے متعلق ہے جو خدا کے امر سے ہورہی ہے لیکن یہ بتاتا چلوں کہ بارش کا تعلق آسمان سے ہے یا بادل سے۔ قرآن کریم نے دونوں کا بیان

واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے ایک جگہ ارشاد ہے :

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ (النحل: ۱۰)

"اللہ وہی ذات ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتارا"

اور ارشاد ہے: و انزلنا من السماء ماء مبارکا "اور ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی۔"

اسی طرح ایک آیت مبارکہ میں بادل کا ذکر بایں الفاظ آیا ہے۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (النباء: ۱٤)

"اور ہم نے اتارا بادل سے پانی کا ریلہ"

لیکن یاد رکھو کہ لغت کے اعتبار سے سَمَآءٍ (یا آسمان) سے اوپر کی فضا مراد ہے ای کل شیء فوق رأسك وظل بك، جو چیز انسان کے اوپر ہو اور انسان پر سایہ کرے اسے لغت میں سمآء یا آسمان کہتے ہیں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ جس طرح آسمان ہمارے اوپر ہے اس طرح بادل بھی ہمارے سروں کے اوپر ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور تامہ ہے جس سے چاہے بارش نازل کرے۔ اسکی طاقت وقدرت کے مقابلے میں کوئی چیز آڑے نہیں آسکتی۔

مخفی طاقت کے ساتھ بادلوں کو ہواؤں کے ذریعے سے اکھٹا کر دیتا ہے لیکن جدید سائنس کے تحقیقات ہی کچھ نرالے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ بارش کا پانی دریاؤں سے بخارات کی شکل میں اٹھ کر فضا میں بادل میں تبدیل ہو کر یہی قطرات دوبارہ برستے ہیں، جس کو بارش کہتے ہیں وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ (ابراھیم: ۲۰) اللہ کو کوئی مشکل نہیں، یہ بھی خدا ہی کا کام ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر تو درخت کا پتہ بھی ہل نہیں سکتا ولا تسقط من ورقة الا یعلمھا درخت سے کوئی پتہ گرے تو اسکا بھی اللہ تعالیٰ کو علم ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ قرآن کریم نے بانگ دہل اور ڈنکے کے چوٹ پر اعلان کر دیا۔ کہ بارش کا کسی کو علم نہیں۔ پھر آج کل سائنسدان کیوں قبل از وقت بارش برسنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ موسم کا حال آپ لوگ (ٹی، وی) اور اخبارات میں دیکھتے رہتے ہیں۔ تو کیا قرآن کا یہ دعویٰ نعوذ باللہ لغو اور فضول ہیں ہر گز نہیں۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بارش کی تفصیل کا علم کسی انسان کے پاس نہیں۔ نہ تو اسکو علم غیب کہا جاتا ہے کیونکہ کسی آلے کی مدد سے کچھ معلوم کرنا علم غیب کی تعریف میں شامل نہیں۔ تو سائنسدانوں کا علم نہ تو علم غیب ہے اور نہ اللہ کی قدرت کے ساتھ کوئی ٹکراؤ، کیونکہ بارش کے ایک ایک قطرے کا علم خداوند قدوس کے علاوہ کسی بھی انسان کو نہیں۔ پھر اس بارش کے پانی سے کونسا علاقہ سیراب ہوگا کونسا نہیں؟ یہ بھی کسی کو پتہ نہیں۔ بارش مفید رہے گی یا مضر یہ بھی کسی کو علم نہیں۔ نہ یہ کسی بشر کو معلوم ہے کہ

فلاں گھنٹے فلاں منٹ فلاں سیکنڈ اتنی بارش برسے گی۔ یہ تمام جزئیات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ یہ اسی کا خلاصہ ہے۔

۳: حمل کا علم

دوسری چیز جسکا ذکر آیت مبارکہ میں ہورہا ہے، وہ ماں کے پیٹ میں بچہ ہے۔ قرآن کریم نے واضح اعلان کردیا کہ بچے کا تفصیلی علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی مخلوق کو نہیں۔ اس پر بھی اشکال ہوسکتا ہے وہ یہ کہ آج کل آلات جدیدہ کے ذریعے مثلاً الٹراساؤنڈ کی مدد سے ماں کے پیٹ میں نر اور مادے کی تفریق باقاعدہ ہورہی ہے اور دیکھ کر بتا دیتا ہے کہ ماں کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ کمزور ہے یا طاقتور۔ لہذا یہ بھی خدا تعالیٰ کا خاصہ نہ رہا۔ لیکن جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: اسکی حقیقت کچھ اور ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچہ یا بچی سعید ہے یا شقی۔ یعنی نیک بخت ہے یا بد بخت۔ نہ یہ پتہ ہے کہ کب مرے گا۔ ماں کے پیٹ کے اندر یا باہر دنیا میں۔ یا مثلاً نطفہ مادۂ منویہ پڑا ہے تو کسی کو اس وقت یہ علم نہیں کہ اس مادہ سے بچہ پیدا ہوگا یا بچی۔ اسکے تمام اعضاء سالم ہوں گے یا ناقص۔ کانوں سے بہرا ہوگا یا زبان کا گونگا۔ یہ ساری تفصیلات خداوند قدوس ہی کو معلوم ہیں۔ نہ کسی فرشتے یا بشر کو اسکا پتہ ہے نہ علم۔ اس لئے قرآن کریم کا دعویٰ اٹل اور سچا ہے کہ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَام

۴: آئندہ دن کا علم

تیسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمائی کہ کسی نفس ناطقہ کو پتا نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا، انسان رات کو سوتے ہوئے ہزار منصوبے بنا دیتا ہے کہ کل یہ کروں گا وہ کروں گا لیکن جب صبح اٹھتا ہے تو کچھ ایسے حالات بن جاتے ہیں کہ جسکا ارادہ انسان کئے ہوتا ہے وہ جھوٹ ہوجاتا ہے۔ کسی اور کام کا سامنا کردیتا ہے کسی دانا کا قول ہے۔ کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو ایسے ہی جانا کہ انسان کے ارادوں کے خلاف کام ہوتے ہیں ارادوں کو تبدیل کرانے والا کوئی اور ذات ہی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ آپ کو یہ تنبیہ فرما دیتا ہے۔ ولا تقولن لشيء اني فاعل ذالك غدا الا ان يشاء الله واذكر ربك اذا نسيت ۔۔۔الخ

یعنی کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہو کہ کل میں فلاں کام کروں گا مگر ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ دیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات کے بارے میں کافروں سے کہا تھا۔ کہ کل اس مسئلے کا جواب دوں گا۔ اور انشاء اللہ بھول گئے تو کئی روز تک وحی نہیں آئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: کہ انشاء اللہ ضرور کہنا چاہیے۔ بندہ ساری رات سوچ سمجھ کر کسی کام کے لئے تدبیر بنالیتا ہے۔ لیکن تقدیر آگے آکر اسکے تمام ارادے خاک میں

ملا دیتی ہے اسلئے کہتے ہیں۔ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

انسان کے تدبیروں پر تقدیر کے لکھنے والے فرشتے ہنستے ہیں کہ کل بندہ کا بنگلہ بنانے کا ارادہ ہے گاڑی خریدنے کا سوچا ہے۔شادی کرنے کا پروگرام ہے سفر پر جانے کے لئے تیاری کر رہا ہے۔لیکن جب کل بیدار ہوتا ہے تو تقدیر کے فرشتے کچھ اور ہی شے تھما دیتے ہے جسکی رات بھر تدبیر یکسر اُلٹ جاتی ہے۔پھر وہی ہو جاتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔اور بندہ ہاتھ ملتے ہوئے حیران و پریشان رہ جاتا ہے۔

۵: موت کا علم

پانچویں چیز جو آیت مبارکہ میں ارشاد ہوئی ہے۔وہ وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ کسی جی کو پتہ نہیں کہ کس زمین پر میرے بار امانت مالک حقیقی کے سپرد کرے گا۔آج تک نہ تو کسی سائنس دان کو نہ ہی کسی سیاستدان کو پتہ لگا کہ میں کب اور کیسے اور کس جگہ مروں گا۔میرا خاتمہ بالخیر ہوگا یا بلا خیر۔قاصدان علیم وخبیر خوشخبری لے کر آئیں گے یا غم والم کے پہاڑ۔مفسر ابو سعودؒ فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے۔اُن کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جس کی طرف ملک الموت نے گھور کر بغور دیکھا۔وہ شخص ڈر گیا اور سلیمانؑ سے عرض کیا کہ مجھے یہاں سے دور کہیں ہندوستان کے کسی خطے میں بھجوا دو،جنات اور ہوا تو سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے۔آپ نے حکم کیا تو وہ شخص دور دراز علاقے میں پہنچ گیا،پھر آپ نے ملک الموت سے پوچھا کہ آپ اس شخص کو گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے تھے تو اُس نے بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ اس شخص کی جان ہندوستان کے فلاں جنگل میں فلاں وقت پر قبض کرنی ہے۔وقت بالکل قریب تھا مگر میں اُس شخص کو آپ کے پاس بیٹھا دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اتنے تھوڑے وقت میں یہ شخص مقررہ مقام پر کیسے پہنچ سکے گا۔جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی برحق ہے۔اور اس کی جان وہی قبض ہونی ہے۔اس طرح گویا وہ شخص خود اپنی خواہش پر اپنی جائے موت پر پہنچ گیا اور ملک الموت نے اس کی روح اُسی مقام پر قبض کر لی۔

احکام واکوان

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ غیب کی چیزوں کا تعلق یا تو احکام سے ہوتا ہے،یا اکوان سے۔احکام سے مراد شرعی احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو بتلاتا ہے کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام،فلاں کام جائز ہے یا ناجائز۔یہ احکام از قسم غیب سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا کلی علم اپنے پیغمبروں کو عطا فرما دیا۔ہم دین کے کسی مسئلہ یا حکم کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ اس کا علم اللہ کے نبی کو نہیں دیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو شرعی احکام کا تفصیلی علم دے دیا

ہے یا وہ اصول بتلادی جن کی رو سے کوئی حکم نکالا جاسکتا ہے۔ سورۃ الجن میں بھی عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم الغیب ہے، وہ کسی پر اپنا غیب ظاہر نہیں کرتا، البتہ اپنے رسولوں میں جسے پسند کرتا ہے اسے بذریعہ وحی بتلادیتا ہے۔

جہاں تک اکوان یعنی اس کا کائنات میں واقع ہونے والے امور کا تعلق ہے تو چیزیں یا مکان سے متعلق ہوتی ہے یا ماضی، حال اور مستقبل سے، ان کی جزیات کا بے شمار علم اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو بھی دیا ہے اور بعض دوسرے لوگوں کو بھی، مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بعض اکوانی چیزوں کا علم دے دیا جو اپنے جلیل القدر پیغمبر اور صاحب تورات رسول موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں دیا۔ البتہ شرعی احکام کا علم اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو مکمل طور پر دیا جو حضرت خضر علیہ السلام کو نہیں دیا۔

عقیدہ علم غیب

اہل بدعت اور شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر، ولی اور امام بھی غیب جانتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ حقیقت میں غیب وہ ہوتا ہے جو بغیر کسی ذریعے کے خود بخود معلوم ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو جو بات بتلاتا ہے اس میں وحی کا ذریعہ شامل ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی بعض اوقات کشف یا خواب کے ذریعے کچھ بتادیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ علم بھی بغیر واسطہ کے تو نہیں ہوتا۔ اسی طرح جس بات کو عقل یا غور وفکر کے ذریعے معلوم کیا جائے وہ بھی غیب نہیں، غیب وہی ہوگا جو بغیر کسی واسطے یا آلے حواس کے حاصل ہوا اور وہ صرف اللہ کی ذات کیساتھ مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (النمل: ٦٥)

"اے پیغمبر آپ کہہ دے کہ ارض وسما میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔"

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (البقرۃ: ٢٨٢)

"اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (حم سجدہ: ٥٤)

ہر چیز کا احاطہ بھی خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے۔

غرض یہ کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے۔ اُس کا علم ذاتی ہے جبکہ باقی تمام مخلوق کو جو بھی علم دیا جاتا ہے وہ عطائی ہوتا ہے اور اس پہ غیب کی تعریف صادق نہیں آتا۔ علیم وخبیر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقیدہ نصیب فرما کر موت کی سختی سے بچائے اور عمل صالح ومبرور کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین